مدیر ندائے حق کی وہ تقریر جو ۷ فروری کو ریڈیو پاکستان لاہور سے نشر ہوئی

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی تبلیغی خدمات

ہندوستان میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا سلسلہ شیخ علی ہجویریؒ الملقب بہ "داتا گنج بخش" کی ذات بابرکات سے شروع ہوتا ہے، لیکن حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ پہلے بزرگ ہیں جنہوں اس ملک میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا باقاعدہ نظام قائم کیا۔ اور اس لحاظ سے خواجہ صاحبؒ کی مقدس شخصیت ایک امتیازی شان اپنے اندر رکھتی ہے۔ دوسری خصوصیت جو انہیں حاصل ہے یہ ہے کہ انہی کی کوششوں سے ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ قائم ہوا۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے انتہائی ناسازگار ماحول میں یکہ و تنہا اس فرض کو انجام دیا اور ایسے شہر کو اپنی تبلیغی جدوجہد کا مرکز بنایا جو ایک زبردست ہندو سلطنت کا پایہ تخت تھا اور اس کا حکمران مسلمانوں سے برسرپیکار تھا۔ مخالفین کی مخالفت اور عددی کثرت سے مطلق ہراساں نہ ہونا اور علانیہ اپنے عقائد کی تبلیغ کرنا۔ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ غیر معمولی روحانی اور اخلاقی قوتوں کے مالک تھے، جب ہم ان حقائق پر غور کرتے ہیں تو ہمارا دل خود بخود ان کی عظمت اور ہمت کا اعتراف کرنے پر مائل ہو جاتا ہے۔

خواجہ صاحب چھٹی صدی ہجری (تیرہویں صدی عیسوی) میں بلدۂ سجستان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار کا نام سید غیاث الدین تھا۔ ان کا سلسلۂ نسب پندرہ واسطوں سے حضرت علیؓ پر منتہی ہو جاتا ہے۔

خواجہ صاحب بارہ سال کی عمر میں سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ ترکہ میں ایک باغ ملا۔ اس پر معیشت کا دارومدار تھا۔ ایک دن آنجناب اپنے باغ کی نگہبانی کر رہے تھے کہ ایک درویش کا وہاں گزر ہوا۔ جس کی توجہ سے خواجہ کے اندر محبت الٰہی کا شدید جذبہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اپنی والدہ سے اجازت لے کر تحصیل علوم کے لئے عازم سمرقند ہوئے، یہاں کلام پاک حفظ کیا۔ اس کے بعد بخارا پہنچے اور علوم ظاہری کی تکمیل کی

علم دین حاصل کرنے کے بعد سلوک طے کرنے کی آرزو پیدا ہوئی مشیئت ایزدی نے حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی خدمت میں پہونچایا۔ بیس سال تک مرشد کی خدمت میں رہے۔ اور دس سال تک ان کے ساتھ مختلف ملکوں کی سیاحت کی۔ سیاحت کے دوران میں حج کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ جب خواجہ صاحب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے تو بارگاہ رسالتؐ سے ان کو ہندوستان جانے کی بشارت ملی۔ اسی لئے ان کو "نائب رسول در ہند" کا لقب حاصل ہوا۔

اس بشارت کے بعد ان کے مُرشد نے انہیں خرقۂ خلافت سے سرفراز کیا اور ہندوستان میں تبلیغ و اشاعتِ اسلام پر مامور کیا۔ اس وقت خواجہ صاحب کی عمر ۵۲ سال کی تھی۔

مُرشد سے رخصت ہو کر خواجہ صاحب نے بغداد، ہمدان، تبریز، اصفہان، استر آباد، سبزوار، بلخ اور غزنی کا سفر کیا۔ اور ان شہروں کے نامور بزرگانِ دین سے فیض حاصل کیا۔ غزنی سے کابل اور پشاور ہوتے ہوئے لاہور تشریف لائے اور حضرت شیخ علی ہجویریؒ کے مزارِ مبارک پر چلّہ کیا۔

لاہور سے ملتان کا قصد کیا اور اس شہر میں چار پانچ سال تک قیام کر کے ہندوؤں کی زبان سیکھی اور ان کے مذہبی عقائد سے واقفیت حاصل کی، یہاں سے دہلی تشریف لائے اور کچھ عرصہ قیام کے بعد غالباً ۵۸۹ھ ۱۱۹۲ء میں اجمیر پہونچے اور اس شہر کو اپنی تبلیغی جد و جہد کا مرکز بنایا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ جو اس سفر میں آنجناب کے ساتھ تھے، تحریر فرماتے ہیں،

"اجمیر اس وقت ہندوؤں سے بھرا ہوا تھا مسلمانوں کا کوئی گھر یہاں نہیں تھا۔ لیکن جب حضرت خواجہ یہاں فروکش ہوئے تو اس کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے جس کی کوئی حد نہ تھی۔"

ابوالفضل نے آئینِ اکبری میں لکھا ہے "عزلت نشیں باجمیر شد، و فراواں چراغ برافروخت و از دمِ گیرائے او گروہا مردم بہرہ برگرفتند۔"

خواجہ صاحب نے ذات پات اور چھوت چھات کے ماحول میں اسلامی توحید کا علم بلند کیا۔ اور ہندوؤں کو بتایا کہ اسلام حریت، اخوت اور مساوات کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ اس دین کو قبول کرنے کے بعد ذات اور نسل کے تمام امتیازات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں، اس تعلیم نے ہندوستان میں ایک زبردست روحانی اور سماجی انقلاب برپا کر دیا۔ صاحب سیر الاولیا لکھتے ہیں۔

"جب خواجہ صاحب نے راجپوتانہ میں توحید کا علم بلند کیا اس وقت یہاں کے باشندے بت پرستی میں مبتلا تھے اور پتھروں درختوں اور حیوانات کی پوجا کیا کرتے تھے، لیکن اس آفتاب اہل الیقین کی تشریف آوری کے بعد، جو در حقیقت معین الدین تھا۔ اس علاقہ کی ظلمت نور میں تبدیل ہو گئی۔

جب خواجہ صاحب اجمیر تشریف لائے اس وقت رائے پتھورا دلی اور اجمیر دونوں پر حکمران تھا۔ اجمیر راجپوت سامراج کا زبردست مرکز اور ہندوؤں کا مقدس شہر تھا۔ ایسے زبردست سیاسی اور مذہبی مرکز میں قیام کا فیصلہ خواجہ صاحب کی روحانی قوت، عزیمت اور ہمت کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔

راجہ کے حکام نے شروع میں بہت مخالفت کی لیکن اللہ کے فضل و کرم سے خواجہ صاحب نے تمام موانع اور مشکلات کا مقابلہ کیا اور حکومت کی مزاحمت کے باوجود ہندوؤں کو پیغام حق سنایا۔

سیر الاولیا کی تصریحات سے ثابت ہے کہ پرتھوی راج عرف رائے پتھورا کا ایک مقرب درباری بھی ان کا حلقہ بگوش ہو گیا تھا۔ یہ دیکھ کر راجہ مذکور نے خواجہ صاحب کو خارج البلد کر دینے کی دھمکی دی۔ اس کے جواب میں خواجہ صاحب

نے یہ ارشاد فرمایا۔

" مارائے پتھورا را زندہ گرفتار کردیم وحوالۂ شہاب الدین غوری کردیم۔"

چنانچہ ۵۹۱ھ/۱۱۹۴ء میں شہاب الدین غوری نے دوبارہ ہندوستان پر حملہ کیا۔ اور پتھورا اس جنگ میں زندہ گرفتار ہو کر مارا گیا۔ اور مسلمانوں کی حکومت اس مُلک میں قائم ہوگئی۔

دِلّی میں مسلمانوں کا اقتدار قائم ہوجانے کے بعد خواجہ صاحب نے اپنے خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو حکم دیا کہ دِلّی میں قیام کریں اور اس شہر کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنائیں، دوسرے خلیفہ شیخ حمید الدین کو ناگور بھیجا۔ جو اُس زمانہ میں بہت بڑا شہر تھا۔

اگرچہ خواجہ صاحب کا مستقل قیام اجمیر ہی میں رہا۔ لیکن گاہے گاہے اپنے خلیفہ خواجہ قطب الدین صاحب سے ملنے کے لئے دِلّی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ تاکہ مرید کی تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لے سکیں، اور حسب ضرورت ہدایات دے سکیں،

خواجہ صاحب نے غیر مسلموں کے سامنے اسلامی زندگی کا نہایت دلپذیر نمونہ پیش کیا۔ ہندوستان کے سب سے بڑے سماجی انقلاب کا یہ بانی ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں رہا کرتا تھا۔ اور ایک گاڑھے کی چادر اوڑھے ہوئے غیر مسلموں کو اسلام کا پیغام سُنایا کرتا تھا۔ آنجناب کی نگاہ میں یہ تاثیر تھی کہ جس کی طرف ایک نظر دیکھ لیا اُس کی زندگی میں انقلاب پیدا ہوجاتا تھا۔ چنانچہ احوال پیرانِ چشت میں مرقوم ہے کہ "خواجہ صاحب کی نظر جس فاسق پر پڑجاتی تھی وہ فوراً تائب ہوجاتا تھا۔ اور پھر کبھی گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا تھا۔"

[خواجہ صاحب نے زمانۂ قیام اجمیر میں دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی سید وجیہہ الدین حاکم شہر کی بیٹی تھیں اور دوسری کسی ہندو راجہ کی بیٹی تھیں، جو مشرف باسلام ہوگئی تھیں، خواجہ صاحب کی اولاد میں تین لڑکے تھے۔ سید فخر الدین، سید ضیاء الدین اور سید حسام الدین اور ایک دختر بی بی حافظہ جمال تھیں۔ خزینۃ الاولیاء میں مذکور ہے کہ خواجہ صاحب نے سید فخر الدین اور بی بی صاحبہ کو خلافت بھی عطا کی تھی۔]

خواجہ صاحب نے ۱۰۳ سال کی عمر میں ۶ رجب ۶۳۳ھ کو پیر کے دن وفات پائی،

خواجہ صاحب کی تبلیغی کوششوں سے ہزاروں انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کی شخصیت میں ایسی جاذبیت تھی کہ جو شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ اس کی زندگی میں انقلاب پیدا ہوجاتا تھا۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے اپنی مشہور تصنیف دعوتِ اسلام میں لکھا ہے کہ خواجہ صاحب کی تلقین میں تاثیر تھی کہ جب وہ دلی سے اجمیر روانہ ہوئے تو راستہ میں سات سو ہندوؤں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

انہوں نے ساری عمر تبلیغ اسلام میں بسر کی اور اپنے خلفاء کو ہندوستان کے مختلف شہروں میں تبلیغ کے لئے بھیجا۔ تبلیغ کا جو بیج انہوں نے اس ملک میں بویا وہ رفتہ رفتہ ایک تناور درخت بن گیا۔ ان کے خلیفہ خواجہ قطب الدین

بختیار کاکیؒ نے دلی میں تبلیغ کا مرکز قائم کیا۔ اور ان کے خلیفہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے جنوبی پنجاب میں تبلیغ کا فریضہ انجام دیا اور ان کے خلیفہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے سارے ہندوستان میں تبلیغ کا نظام قائم کیا۔

ان حقائق کو مدنظر رکھا جائے تو ہمیں خواجہ اجمیریؒ کی عظمت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شہرت اور عزت خواجہ صاحب کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی۔ ہندوستان اور پاکستان کا کوئی بڑا شہر ایسا نہیں ہے جہاں ان کے عقیدتمند موجود نہ ہوں۔

عشق رسول ﷺ خواجہ صاحبؒ کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو ہے وہ بلا مبالغہ ساری عمر محبت رسول میں سرشار رہے اور اگر یہ جذبہ ان کے دل و دماغ پر مستولی نہ ہوتا۔ تو وہ تمام عمر تبلیغ اسلام میں بسر نہ کرتے۔ اُن کے ملفوظات کے مطالعہ سے بھی یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ انہیں حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی۔ اکثر حدیث نبوی کا درس دیتے وقت آپ پر رقت طاری ہو جاتی تھی۔ ایک دن فرمایا "افسوس ہے اس شخص پر جو قیامت کے دن آپؐ کے سامنے شرمندہ ہوگا۔ اور جو آپؐ سے شرمندہ ہوگا۔ اس کا ٹھکانا کہاں ہوگا؟" یہ کہہ کر زار و قطار رونے لگے۔

قرآن حکیم کی تلاوت ان کا مشغلۂ حیات تھا ہر روز ایک قرآن حکیم ختم کرتے تھے۔ اور بالعموم عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے۔ اپنے مریدوں سے بہت محبت کرتے تھے اور ان کو زیور علم و عمل سے آراستہ کرکے تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ دوست درکنار دشمنوں سے بھی محبت کا برتاؤ کرتے تھے۔ ہمیشہ سادہ لباس پہنتے تھے اور سادہ غذا کھاتے تھے اکثر اوقات روزے رکھتے تھے اور صرف پانچ مثقال کی ٹکیہ سے روزہ افطار کرتے تھے۔

اللہ نے اُن کی تبلیغی خدمات کا دُنیا میں یہ صلہ عطا فرمایا کہ ان کی وفات کے بعد ہر زمانہ میں ہندوستان کے نامور بادشاہوں کو ان کی ذات سے غیر معمولی عقیدت رہی۔ اکبر آگرہ سے پیادہ پا چل کر اجمیر حاضر ہوا تھا۔ جہانگیر۔ شاہجہاں اور عالمگیر نے بھی مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔

اب ہم آنجناب کے چند زریں اقوال ہدیۂ سامعین کرتے ہیں،

۱۔ جس نے اپنے رب کو پہچان لیا وہ کبھی انسان کے آگے دست سوال دراز نہیں کرتا۔

۲۔ جس نے حرص و ہوا کو ترک کر دیا۔ اس نے مقصود حاصل کر لیا۔

۳۔ جس شخص کو نیکی کی توفیق دی گئی۔ اس کے لئے قرب کا دروازہ کھل گیا۔

۴۔ مال اور مرتبہ یہ دو بڑے بھاری بُت ہیں۔ ان کو توڑنے کے لئے بہت ہمت درکار ہے،

۵۔ مرد حق وہ ہے جو اللہ کے علاوہ کسی سے دل نہ لگائے،

(بشکریہ ریڈیو پاکستان)